رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صہ

خواص سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غمہ

ہندوستان سے باہر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے
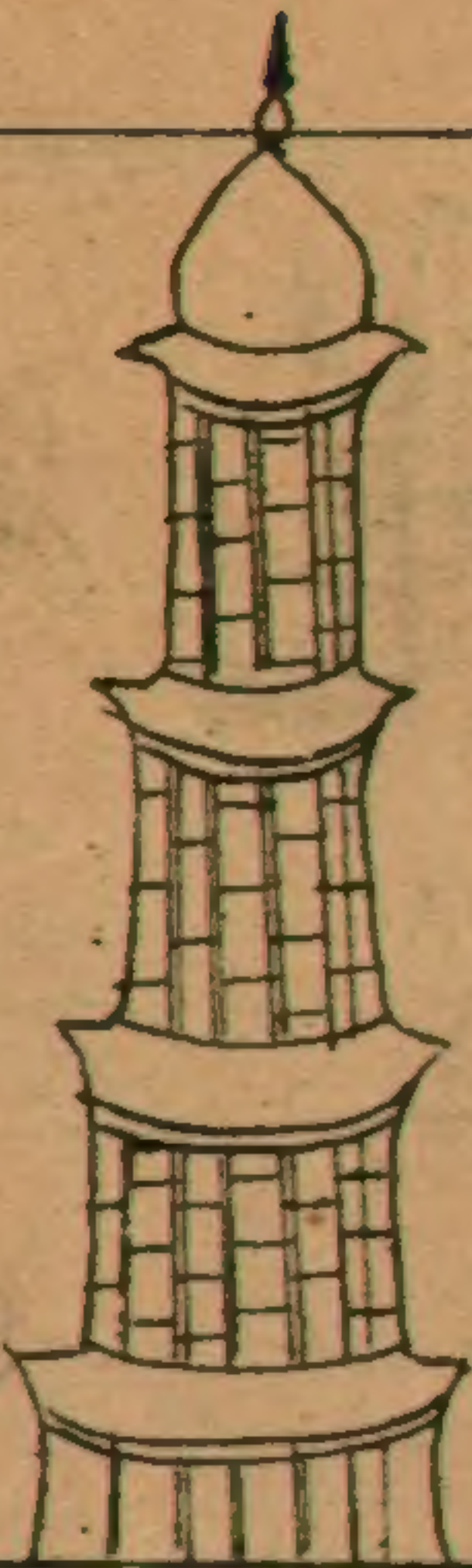
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

جلد ۱۵ نمبر ۳

الحکم

۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قادیان دار الامان)

چہ گویم باتو گر آئی چہادر قادیاں ہیں

دوا ہیں شفا ہیں غرض دار الامان ہیں

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اسنے قلیل عرصہ میں معتد با اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص ۔ یہاں تک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ۔ ۔ ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے :۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں ۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں ۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں ۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے ۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں ۔ خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں ۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں ۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہونچ گئی ہے +

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں +

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں بلا وجہ السداس دواخانہ کو دی ہیں ۔

نوٹ { جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے ۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں ۔ اور کسی جگہ اس دوائی خانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے
فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے }

خط کا پتہ : یہ بالکل یہی الفاظ لکھئے :۔ مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی ۔ (تار کا پتہ) ہیڈ لسنز دھلی :۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

آگیا ہے کھینچ کے ماء اللحم میخوار و چلو! ہے یہی موسم یہی موقعہ خریدار و چلو!

یہ ماء اللحم عنبری !!!

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں سینکڑوں تیار ہوتی ہے۔ مقوی۔ مصلح جڑی بوٹیوں اور گوشت طیور۔ تازہ میوہ جات وغیرہ کے ساتھ نہایت اہتمام سے تیار ہوتا ہے۔ اور پبلک میں مقبول ہو چکا ہے۔ اب کے مرتبہ باضافہ چند اجزائے مفید تازہ بتازہ کشیدہ کیا گیا ہے۔ فرمائشوں کی تعمیل ہو رہی ہے۔ جلد منگائیے۔ دیر نہ کیجئے۔

فوائد:- اعضاء رئیسہ میں طبیعی قوت پیدا کرتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے۔ رنگ کو نکھارتا ہے۔ نزلہ کو روکتا ہے۔ بلغم کو چھانٹتا ہے۔ ناقص رطوبتوں کو جلا دیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔

کمزور بچوں کیلئے شیر مادر۔ جوانوں کیلئے مایہ عیش۔ بڈھوں کیلئے آبحیات۔ عورتوں کیلئے دولت حسن۔

قیمت فی بوتل عہ۔ ایک درجن صہ۔ ایک رتل میں ۱۲- اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کی جاتیں۔ ریلوے پارسل منگانے میں خریدار کو محصولڈاک میں کفایت ہو گی۔

نوٹ: شفاخانہ ہذا کے مجربات فقرا۔ وید۔ حکما تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ کل غربا کو دوا مفت دی جاتی ہے۔ ہزارہا اسناد و تیر بہدف دوائیوں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کی جائے گی۔

المشتہر: ایس۔ اے۔ حکیم۔ پروپرائٹر اودہ لکھنؤ۔

قابلِ توجہ ممبران انجمن اہلِ قرآن لاہور

غالباً ۱۹۰۹ء ماہ رمضان میں میں نے لکھا تھا کہ اگر مولوی عبداللہ صاحب کا ترجمۃ القرآن بعوض میرا مال مکے تو میں میرا بھیجدوں۔ وہاں سے منیجر صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ انجمن کے ممبر ہونے پر یہ تبادلہ منظور فرمایا ہے۔ آپ میرا بھیجدیں اس کے تیسرے برس سے تو میرا قیمتی چندہ روپیہ دے کر بھیجدیا۔ جب کئی دن گذرنے پر قرآن شریف مترجم نہ پہنچا۔ تو میں نے منیجر صاحب کی خدمت میں متواتر کئی خط لکھے۔ تو آخر ایک اور صاحب نے جواب لکھا کہ منیجر صاحب دورہ پر تشریف لیگئے ہیں۔ واپس جب آئے تو آپ کا فیصلہ کر دیں گے۔ پھر جب ہو گیا جب کئی دن اور گذر گئے تو پھر لکھا کہ ترجمۃ القرآن بھیجدو۔ تو یہ جواب ملا کہ آپ کا میرا ابھی فروخت نہیں ہوا۔ فروخت کر کے ترجمۃ القرآن بھیجدیا جائیگا۔ اگرچہ پہلے یہ شرط فروخت یا عدم فروخت کی تعیین نہ تھی۔ مگر میں نے بعد کو یہی شرط تسلیم ہی کر لی۔ اب اس انتظار طویل کے بعد جب پھر میں نے عرض کی کہ ترجمۃ القرآن اب تک نہ پہنچا۔ عجیب بات ہے۔ یہ وہم تو میں نہیں کر سکتا کہ اہل قرآن ہو کر کسی کا مال خورد برد کر دیا جائیگا۔ مگر کیا معاملہ درپیش ہو گئے ہوں گے۔ اس کے جواب میں ایک بزرگ نے لکھا کہ تم لوگ اسلام سے تو ہاتھ دھو چکے ہو۔ اب آخرت کو بھی جواب دے چکے۔ نہ آپکا میرا ہم نے منگوایا ہے اور نہ ترجمۃ القرآن دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر سچے ہو تو ہماری تحریرات پیش کرو۔ ان خطوں کے آخر پر اکثر ہندی حرف میں دستخط تھا۔ میں یہ خط پڑھ کر حیران ہو گیا کہ الہی انجمن اہل قرآن اور یہ معاملہ العجب ثم العجب۔ اس پر میں نے وہ خطوط جو اس بارہ میں لاہور سے آئے تھے ایک لفافہ میں بند کر کے بانئے فرقہ اہل قرآن جناب مولوی عبداللہ صاحب کی خدمت میں بھیج دیئے۔ اور ساتھ ہی یہی عرض کی کہ اس بارہ میں آپ ہی قاضی اور آپ ہی مفتی۔ تحقیقات کر کے جواب سے سرفراز فرماویں۔ اس خط کو اب مدت گذر گئی۔ اور کوئی جواب نہ آیا۔ لہذا مجبوراً بذریعہ اخبار ہذا ممبران انجمن اہل قرآن سے استفسار کرتا ہوں۔ امید ہے کہ مفصل جواب تحریر فرما کر مشکور فرماویں گے۔

نمبر (۱) کیا میرا قیمتی تو جو تبادلہ ترجمۃ القرآن میں بھیجا تھا۔ وہ آپ کے پاس پہنچا ہے یا نہ؟ نمبر (۲) اگر پہنچا ہے تو کیا وجہ کہ اب تک ترجمۃ القرآن نہیں دیا گیا؟ نمبر (۳) اگر میرا پہنچنے سے انکار ہے تو کیا دو مسلمان اہل القرآن کی شہادت میرے اثبات دعوی کیلئے کافی ہوگی یا نہ؟ نمبر (۴) کیا قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت ہے کہ جس کے بدلے جنس لے لیا جاوے۔ اور پھر دو سال کے بعد وہی جنس واپس کر دیا جاوے۔ یا بالکل ہی انکار کر دیا جاوے۔ پارہ و رکوع تحریر فرماویں۔

نمبر (۵) کیا دین کے معاملہ میں مشتری کو اتنی تکلیف دینی جائز ہے؟ تمام ممبران انجمن جمعہ کے دن بیٹھ کر میرے ان سوالات کے جوابات جیسے مناسب ہوں مفصل تحریر فرماویں۔ کہ تسلی ہو۔ اس معمولی مالیت کیلئے کسی انجمن کے ممبروں کو بذریعہ اخبارات مخاطب کرنا مجھے ہرگز پسند نہیں ہے۔ اور اتنی مدت سکوت کا یہی باعث ہے۔ مگر ہندی نویس بزرگ مندرجہ بالا الفاظ زیر نظر کیجئے جس سے میں نے یہی مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس معاملہ کی تحقیقات تو کر لی جاوے۔ کہ ایمان اور آخرت سے کون فریق ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ فقط

راقم محمد امین احمدی۔ از مقام داتہ ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت سے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونرز پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہو گا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہو گا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخارات یا تپ۔ بدہضمی۔ پھٹوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنے دل۔ دوران یعنے چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شافی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۸ و ۱۲ روالی شیشی میں ۹۰ گولیاں جو ہر روالی سے جلینی ہیں کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ۱۲ روالی شیشی۔ ڈونس پی اور ہاکس بمقام بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی!

والدین کو ہمیشہ گہرے تعلق خاطر رہتا ہے جب ہوتا ہے اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً (اسکاٹس ایملشن) دینا چاہیئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں برا ازق پڑھ جائیگا اور وہ خرم اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا تبہ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کمسٹ لندن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کو کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشو ونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجود ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریریں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

ان کو آپنے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور۔ ہدایت۔ اور شفا**۔ ہدیہ فی پارہ صرف (ایک روپیہ) عہ

نوٹ:۔ ساتوں پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپیہ (عہ) سو محصولڈاک۔

درخواست کرنے پر دفتر الحکم قادیان سے مل سکتے ہیں فوراً منگاؤ اور نفع دارین حاصل کرو

مدرسہ احمدیہ اور احمدی قوم

مدرسہ احمدیہ اس مدرسہ کا نام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار کے طور پر دینی علوم کے لئے قادیان میں جاری کیا گیا ہے۔ قادیان کا نام دنیا میں جو کشش رکھتا ہے۔ اس کی وجہ

صرف مذہب ہے

اس جگہ سے حقیقی مذہب اسلام کی صداقت اور احیا کیلئے ایک چشمۂ صافی پیدا ہوا۔ اور اس نے دور و نزدیک اس شیریں خوشگوار آب زندگی کی نہروں کو پہونچا کر ایک عالم کو سرشار کیا۔ قادیان کے نام میں صرف یہی ایک کشش ہے۔ ایسے وقت میں کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا تھا۔ اور

مسلماناں در گور و مسلمانی در کتاب

کا مضمون صادق آ رہا تھا۔ ایک فارسی الاصل بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کا مجدد اعظم بنا کر بھیجا۔ جو گمراہان ملت کیلئے مہدی اور مریضان ہدایت کے لئے مسیح ٹھیرا۔ اس نے اپنے جدید علم کلام کے ذریعہ مخالفین اسلام پر حجت پوری کی۔ اور اسلام کی صداقت کو عقلی اور نقلی دلائل و براہین ہی سے ثابت نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے زور آور حملوں نے اس سچائی کو ثابت کیا۔ اور زندہ اور تازہ نشانات اور علمی صداقتوں نے اسلام کا بول بالا کیا۔ حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس صداقت کو دنیا میں پھیلانے اور اس چشمہ کو ہمیشہ کے لئے موثر اور جاری رکھنے کے لئے ایک مدرسہ تعلیم الاسلام قایم کیا۔ جو آج ہائی سکول کی صورت میں قایم ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے قایم کرنے میں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو اصل غرض تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ غرض موضوع یا اصل مقصد نہ رہی بلکہ ایک ضمنی مقصد رہ گئی۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو محسوس کیا اور سنہ ۱۹۰۵ء میں مدرسہ کے متعلق خصوصیت سے توجہ کی اور احباب سے مشورہ چاہا۔ اس وقت جو ترمیم اور تبدیلی حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدرسہ کے متعلق چاہتے تھے۔ اس نے ایک دینی مدرسہ کی اجرا کی شکل اختیار کی۔ اور حضرت کے وصال کے بعد وہی مدرسہ دینیہ حضرت کی یادگار مقدس کی صورت میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے جاری ہوا۔ اب تک اس مدرسہ کی طرف جیسی چاہیے تھی توجہ نہیں ہوئی۔ میرے بعض دوست جو نیک نیتی اور اصلاح کے خیال سے اختلاف رائے کی قدر نہیں کر سکتے۔ وہ مجھے معاف رکھیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس مدرسہ کیطرف عدم توجہی کی وجہ سے ایک خطرناک غلطی ہوئی ہے۔ سالگذشتہ کے آخری حصہ میں مدرسہ احمدیہ کا انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جیسے اولوالعزم بزرگ کے سپرد ہوا ہے۔ اور آپ نے مدرسہ کی اصلاح حالت کیطرف توجہ فرمائی ہے اور اس طرح پر یہ کہنا ہرگز بے محل نہیں کہ دینی مدرسہ کا انصرام اس وجود کے سپرد ہوا جو اس کا اہل اور حقدار تھا۔ اس میں وہی جوش اور غیرت کام کر رہی ہے جو اس کے اور ہم سب کے آقا حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھی۔ مدرسہ احمدیہ اس لحاظ سے کہ احمدی قوم کا نشان

دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے

ہائی سکول سے بہر حال بہتر اور افضل حالت میں ہونا چاہیئے۔ مگر اس کی موجودہ حالت نہایت قابل رحم ہے۔ طلباء کے لحاظ سے آجتک یہ کوشش کی گئی کہ جو طالبعلم مدرسہ تعلیم الاسلام میں وظیفہ کے ذریعہ پرورش پا رہے تھے ان کو اس میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی۔ بجائیکہ یہ وظیفہ قابلیت پر نہیں دیئے جاتے ہیں۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ امرا کے بچے داخل ہوں تاکہ اس طریق پر ان کے گھروں میں بھی دینی تعلیم کا رواج ہو۔ اور وہ اپنی وجاہت اور خاندانی عظمت کے ساتھ جب فارغ التحصیل ہو کر نکلیں تو خدمت دین کے لئے عمدہ موقعہ حاصل کر سکیں۔ اس خصوصیت میں بہترین نمونہ ہمارے بزرگ ٹرسٹیاں صدر انجمن کو پیش کرنا چاہیئے تھا جنکو اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ بچے دیئے ہیں۔ اگر وہ سب نہیں تو کم از کم ایک ایک بچے کو ہی مدرسہ احمدیہ میں بھیجتے۔ اور ان کے بعد ان تمام دوستوں کو جو خدا کے فضل سے صاحب مال ہیں۔ مناسب تھا۔ اور ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجکر ثابت کر دکھائیں کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے دینی تعلیم کو ہی مقدم کر لیا ہے۔ میں اس موقعہ پر اس ذکر کے لئے اپنے دل میں جوش پاتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے صاحبزادے حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو آجکل فورتھ ہائی میں پڑھتے ہیں۔ عنقریب دینی تعلیم کا کورس شروع کرنے والے ہیں۔ اور حضرت صاحبزادے نے پسند فرمایا ہے کہ

وہ دینی تعلیم کو حاصل کریں

یہ نظیر ان دوستوں کے لئے قابل عمل ہے جو دینی اشاعت کے لئے ایک جوش دل میں رکھتے ہیں۔ میرے دوستو! اگر تمہارے بچے۔ ایم۔ اے۔ اور بی۔ اے۔ کی ڈگریاں بھی حاصل کریں۔ اور سائنس اور علم کے فلسفہ سے بھی زیادہ قابلیت حاصل کریں۔ لیکن وہ دینی تعلیم سے محض ناواقف ہوں

تو یہ ڈگریاں ہیچ ہیں!

احمدی قوم کے لئے جو امر باعث امتیاز اور ناز ہے وہ اس کی علمی اور عملی دینداری ہے۔ وہ اشاعت اسلام کے لئے ایک جوش رکھتی ہے۔ اور قادیان کا نام اشاعت اسلام اور عزت اسلام کا مترادف سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر مدرسہ احمدیہ کو خصوصیت سے ترقی نہ دی گئی اور اس کی جانب توجہ نہ ہوئی۔ تو یہ قابل شرم امر ہوگا۔

پہلا فرض یہ ہے کہ ہمارے ان احباب کو جن کے بچے پہلے سے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتے رہے ہیں۔ اگر ایک سے زیادہ ہیں تو ان میں سے وہ ایک کو ضرور مدرسہ احمدیہ میں منتقل کریں۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ بعض ایسے بھی ہوں گے جو اپنے اکلوتے بچوں کے لئے یہی پسند کریں گے کہ وہ دینی علوم کے ماہر ہوں۔ اور اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں۔ اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون باپ ہو سکتا ہے جسکا بچہ اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرنیوالا ہو۔ دنیاوی لحاظ سے بچوں سے فائدہ اٹھانا کوئی یقینی امر نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ اگر ایک باپ اپنے بچے کو اس نیت سے دینی علوم پڑھاتا ہے کہ وہ خادم دین ہو تو اس کی اس نیت کا اجر اسے ضرور ملیگا۔ اس لئے یہ ایک موقعہ ہے کہ احباب توجہ کریں۔ اور اس مدرسہ احمدیہ میں اپنے بچوں کو داخل کرائیں۔ اسکے بعد دوسرا فرض احمدی قوم کا یہ ہے کہ مدرسہ احمدیہ کے اخراجات کے لئے مستقل چندوں سے مدد دیں۔"

سالِ نو کے خطابات

سال نو کے خطابات کی فہرست شایع ہو گئی ہے۔ مجھے ضرورت نہیں کہ اس پر کوئی مبسوط بحث کروں۔ البتہ میں ہمعصر پیسہ اخبار کی اس رائے سے متفق ہوں کہ اعلیٰ طبقہ کے اعزازوں میں رئیسی شرفاء کو بہت کم حصہ ملتا ہے اور ان کی شاندار خدمات عموماً خانصاحب یا خان بہادر اور رائے صاحب۔ یا رائے بہادر کے لایق پائی جاتی ہیں۔ خطابات کے عطا کرنے میں اگرچہ رموز مملکت کو سرکار خوب سمجھتی ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ بعض اوقات قابل اور جائز حقدار گو وہ اپنی خدمات کا اعتراف نہ بھی چاہتے ہوں محروم رہ جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں میں ہمعصر زمیندار کی اس رائے سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ اخبار نویسوں کا رجحان خطاب حاصل کرنے کیطرف نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ خطاب دلانیوالا گروہ ہے۔ علاوہ بریں اخبار نویسوں کے لئے خانصاحب یا خان بہادر کے خطاب کچھ موزون بھی معلوم نہیں ہوتے۔ ان کے لئے اگر کوئی خطاب دینے ہی ضروری سمجھے جائیں۔ تو ان میں ان کے کام کا رنگ ہونا چاہیئے۔ جیسے دبیر الملک وغیرہ۔"

نئے سال کے خطاب پانیوالوں میں سے عالیجناب فقیر سید افتخار الدین عزت نشان کا خطاب سی۔ آئی۔ ای ایسا ہے جو پنجاب اور صوبہ سرحدی میں نہایت شکرگذاری کیساتھ دیکھا گیا ہے۔

فقیر صاحب کی خدمات بہ حیثیت سفیر کابل ایسی ہیں۔ کہ ان کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ اس صورت میں اگر انہیں سی۔ آئی۔ ای کے طبقہ سے بڑھکر کوئی اعزاز دیا جاتا۔ تو عین مناسب ہوتا۔ پیسہ اخبار کی طرح یہ امید کرنا بے موقعہ نہیں ہے۔ غالباً گورنمنٹ نے اظہار قدر دانی کو بالفعل عطائے خطاب اور ترقی منصب کی لائنوں میں تقسیم کرنا مناسب سمجھا اور اعلا خطاب کی امید کسی آئندہ موقعہ پر ملتوی رکھا۔ فقیر صاحب کی خدمات متعلقہ بندوبست اس پر مستزاد ہیں اور بھی اضافہ

کردینے والی ہونگی۔ بہرحال یہ اعزاز نہایت برمحل ہوئے ہیں ؎
بعض لوگ خصوصاً اس قابل تھے کہ ان کی قدر افزائی ہوتی اور یہ امید کرنا شاید بے محل نہ ہوگا آئندہ سالگرہ کے موقعہ پر انہیں یاد کیا جاوے گا۔ ان میں ایک شیخ علی احمد صاحب پلیڈر گورداسپور ہیں وہ ضلع گورداسپور کے مسلمانوں میں نہیں پنجاب میں نہایت عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ رفاہ عام کاموں میں بڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اور میونسپل کمیٹی ہو یا ڈسٹرکٹ بورڈ کی ممبری ہو بہت سی خدمات کرتے رہتے ہیں۔ وہ اب سے بہت وصیلے خطابات ہیں دس ہو جانے چاہیئے تھے۔ مگر نہیں معلوم کیوں انکا نام اس فہرست میں نہیں آیا۔ ایسا ہی وہیں کے حکیم احمد سعید خاں صاحب جو وہاں کی میونسپلٹی کے وائس پریسیڈنٹ ہیں اور پبلک اور گورنمنٹ کی بہت سی خدمات کر چکے ہیں۔

حاذق الملک توجہ کر خصوصی خطاب ہے۔ اسلئے بلحاظ انکی طبی خدمات اور قابلیت کے اور بلحاظ پبلک اور گورنمنٹ کی خدمات کے جو بہ حیثیت آنریری مجسٹریٹ اور وائس پریسیڈنٹ وہ انجام دے رہے ہیں۔ انہیں کوئی اعلے طبقہ کا خطاب ملنا چاہئے تھا۔ اس قسم کی فروگذاشتیں پبلک کو بعض اوقات افسردہ کرتی ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اپنے سچے خادموں کی جائز قدر افزائی کر کے دوسروں کو جرأت دلائیگی کہ وہ بھی پبلک اور گورنمنٹ کی بہترین خدمات کیلئے قدم اٹھائیں ؎

قومی تحریکیں

صدر انجمن کیطرف سے مندرجہ ذیل تحریریں درغرض اشاعت آئی ہیں جنکو قومی توجہ کیلئے درج کیا جاتا ہے

(ایڈیٹر)

اطلاع

چوہدری غلام سرور صاحب گرداور قانونگو اور منشی محمد عبد اللہ منشی ضلعدار سرگودھا نے محض خدا کی خوشنودی اور سلسلہ کی خدمت کی خاطر احمدی احباب سے چندہ فراہم کرنے کی تکلیف گوارہ فرمائی ہے خدا تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ اس غرض کیلئے چھپی ہوئی مجلد رسیدیں ان کو دی گئی ہیں۔ امید ہے کہ احباب چندہ کی وصولی میں ان کی مدد فرمادینگے۔ جو چندہ دینگے ان کو ان کی تسلی کے لئے چھپی ہوئی رسیدیں دینگے جسکا مثنیٰ کاپی میں ان کے پاس رہیگا۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

سرکلر میٹر

کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے اجلاس منعقدہ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۰ء میں منجملہ اور امور کے جو پیش ہوئے

ایک اہم امر مجلس معتمدین کی یہ تجویز تھی کہ جملہ انجمنہائے احمدیہ یہ کوشش کریں کہ ان کے سب ممبران کم از کم بحساب دو پیسے فی روپیہ اپنی ماہوار آمد میں سے سلسلہ کی چار بڑی مدات یعنے لنگر خانہ۔ ہائی سکول۔ مدرسہ احمدیہ۔ اور اشاعت اسلام کے لئے چندہ دیں اور کہ ایسے معاونین کی تعداد کو دس ہزار تک پہنچانے کی کوشش کیجاوے جس جوش اور اخلاص سے مختلف انجمنوں کے سکرٹری یا پریزیڈنٹ صاحبان نے اس موقعہ پر اس تجویز کی تائید کی اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ کانفرنس کی اس کارروائی کی بنا پر جو اپیل میں آپ کی خدمت میں اس وقت کرتا ہوں وہ بے سود نہ ہوگی۔

گذشتہ سال کی آمد پر جب میں نظر کرتا ہوں جسکی اطلاع مفصل عنقریب آپ کو بذریعہ مطبوعہ رپورٹ پہنچے گی۔ اور اس میں چار مدات مذکورہ بالا کی کل آمد اس سال کی ۲۰۱۵۹-۸-۰ نظر آتی ہے۔ جس میں سے نصف سے کچھ زیادہ یعنی ۱۰۵۲۲-۷-۳ لنگر خانہ کی آمد ہے اور نصف سے کچھ کم باقی تینوں مدات کی تعلیم الاسلام ۵۰۸۰۶-۳-۹۴۔ اشاعت اسلام ۹-۷-۱۷۳۴-۳۔ مدرسہ احمدیہ ۰-۷۰-۱۲-۱۲۷۳-۔ ان میں سے دو مدات ایسی ہیں جن کی آمد کا ذریعہ سوائے چندہ کے کچھ نہیں یعنی لنگر خانہ اور مدرسہ احمدیہ۔ اور دوسری دو مدات یعنی تعلیم الاسلام ہائی سکول میں علاوہ چندہ کے سرکاری گرانٹ۔ عید فنڈ۔ فیس کی آمد اور اشاعت اسلام میں فروخت رسالہ کی آمد علاوہ چندہ کے ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہے جیسا کہ رپورٹ سے آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہائی سکول کو چندہ کر جسکو مختلف قسموں کی مد پہنچنے سے دوسرے ذرائع سے خاصی آمد ہو جاتی ہے یعنے چار ہزار روپے کے قریب فیس کی آمد اور تین ہزار سے اوپر سرکاری گرانٹ اور عید فنڈ کی آمد باقی تینوں مدات میں خرچ آمد سے بڑھا رہا۔ اس طرح کہ اشاعت اسلام میں خرچ آمد سے ۹۸۷ زیادہ ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں ۱۱۹۹ اور لنگر خانہ میں ۱۰۲۵۔ یہ تو گذشتہ کی حالت ہے اور آئندہ کیلئے اس سے بھی زیادہ مشکلات نظر آتی ہیں لیکن مدرسہ احمدیہ کے لئے ہی ۵۹۴۴ یعنی قریباً چھ ہزار روپیہ خرچ کا اس سال میں بکار ہے اور یہ خرچ سوائے چندہ کے اور کسی طرح پورا نہیں ہو سکتا۔ اور ہر آمد کا اگر یہی حال رہے تو بارہ بترہ سو سے بڑھنے کی امید کہ ہے۔ یہی وہ حالات ہیں جنپر غور کر کے گذشتہ سے پیوستہ سال کی رپورٹ میں اس امر کیطرف احباب کو توجہ دلائی گئی تھی کہ "اگر ہم انجمنوں کے ذریعہ صرف دس ہزار آدمیوں سے بھی باقاعدہ چندہ وصول کر سکیں اور یہ دس ہزار آدمی عہد کریں کہ وہ اپنی آمد میں سے دو پیسے فی روپیہ اس سلسلہ کی اغراض لنگر خانہ مدرسہ احمدیہ و اشاعت اسلام کیلئے دیں گے تو پانچ ہزار روپیہ ماہوار یا ساٹھ ہزار روپے سالانہ کی مستقل آمد اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔" اب ایک اور سال کا تجربہ بتلا رہا ہے کہ ہمیں اس تجویز کو عملی رنگ میں لانے کے لئے کوئی دن کیا گھنٹہ بھی ضائع نہیں کرنے چاہئیں اور جسطرح ممکن ہو اس تجویز کو عملی جامہ بہت جلد پہنانا چاہیئے۔ مجلس معتمدین اور ممبر کانفرنس انجمنہائے احمدیہ نے بھی اس ضرورت کو سخت محسوس کیا ہے اور اس لئے ان سب باتوں کو آپ کی خدمت میں پیش کر کے میں درخواست آپکی خدمت میں کرتا ہوں کہ آپ اس امر کو کسی قریب تر اجلاس انجمن میں پیش کر کے ان سب احباب کو جو اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ پر زور تحریک کریں۔ کہ وہ اس تجویز پر کاربند ہوں۔ مانا کہ ہماری جبری حکومت نہیں۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے کہ ضرور اتنا چندہ دو۔ اور وعدہ کر کے وقت پر دو۔ مگر ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں کہ ہم جبراً اس موعودہ رقم کو بھی وصول کر سکیں۔ لیکن کیا اس سلسلہ میں جو لوگ داخل ہوتے ہیں وہ جبراً ہوتے ہیں۔ یا اب ان کو کوئی مجبور کر سکتا ہے کہ وہ اس میں شامل رہیں ہمارے جو احباب انشرح صدر سے اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ سب احباب شرح صدر سے ہی اس میں شامل ہیں۔ کیا وہ اس بات سے ناواقف ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو اس زمانہ میں قائم کرنیکی غرض ہی خدمت اسلام۔ اگر اس سلسلہ میں ہو کر بھی ہم خدمت اسلام میں حصہ نہیں لیتے۔ تو عملی رنگ میں ہم اس سلسلہ میں نہیں کہلا سکتے۔ اور ذہنی طور پر ایک ایسے سلسلہ میں رہنے سے حاصل کیا ہے جو دنیا کی طرف سے مورد طعن و ملامت ہو رہا ہے اور تکفیر کا نشانہ بن رہا ہے ایمانی رنگ میں یہ ماننا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب اللہ تعالےٰ کی طرف سے تھے اور وہی مسیح اور مہدی تھے جنکے آنیکا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور عملی رنگ میں اسلام کی خدمت میں لگے رہنا یہ دونوں امر سلسلہ میں شمولیت کیلئے ضروری ہیں۔ جیسا کہ اگر یہ سلسلہ خدا کی خدمت اسلام کے کام کو چھوڑ دے تو پھر مسیح موعود کا سلسلہ نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح پر اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں شامل ہو کر خدمت اسلام کے کام کو چھوڑتا ہے۔ تو وہ بھی عملی طور پر سلسلہ میں داخل نہیں کہا جا سکتا۔ خدمت اسلام کے کیا کیا پہلو ہیں۔ ان کی بنیاد خود بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھدی ہے۔ اور انہی کاموں میں حصہ لیکر ہم عملی طور پر اس سلسلہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ انہی کاموں کو چلانے کے لئے ایک یہ تجویز ہے جو اس وقت آپ کی خدمت میں پیش کیجاتی ہے۔

دو پیسے فی روپیہ اپنی آمد میں سے اس سلسلہ کے لئے کاٹ دینا کوئی ایسی درخواست نہیں۔ جسے غریب سے غریب شخص بھی جو اس سلسلہ میں شامل ہے پورا نہ کر سکتا ہو۔ یہ کوئی جان کی قربانی نہیں کوئی عزت و وجاہت کی قربانی نہیں۔ ان بڑی بڑی دینوی امیدوں کی قربانی نہیں۔ جو ہر ایک دل میں ہوتی ہیں۔ ہاں ایک مالی قربانی ہے اور وہ بھی بہت چھوٹے پیمانہ پر۔ مگر یاد رکھو کہ اس تمہاری چھوٹی سی قربانی سے دنیا میں عظیم الشان کام ہو سکتے ہیں۔ کتنی چھوٹی سی بات ہے کہ جو شخص سولہ روپیہ ماہوار کماتا ہے وہ یہی سمجھے کہ میں سولہ نہیں ساڑھے پندرہ کماتا ہوں۔ جو بتیس روپے کماتا ہے وہ اپنے نفس کو آسانی سے سمجھا سکتا ہے کہ میں بتیس نہیں اکتیس کماتا ہوں۔ یاد رکھو کہ اس چھوٹے سے حصہ کو کاٹ دینے میں تمہارا نقصان کوئی نہیں اور فائدے بہت سے ہیں۔ اس حصہ کے خدا کی راہ میں خلوص نیت سے کاٹ دینے سے تمہارے اموال پاک ہو جائیں گے اور ان میں برکت ہوگی۔ تمہارے ایمان عملی رنگ اختیار کر کے مضبوط ہو جائیں گے۔ تم انصار اللہ کہلاؤ گے۔ تم دنیا میں بڑے بڑے کاموں کو سرانجام دیکر ایک بڑی قوم بن جاؤ گے۔ تم اللہ کے نزدیک اجر و ثواب کے مستحق ٹھیرو گے۔ تم سے پہلے ان لوگوں نے جنکے نقش قدم پر تمہیں چلنے کا وعدہ ہے وہ وہ قربانیاں کر کے دکھائی ہیں۔ کہ مالوں۔ گھروں۔ جائدادوں۔ قریبیوں۔ رشتہ داروں۔ عزت وجاہت سب کچھ قربان کر کے آخر جانیں بھی قربان کردیں۔ ان کے نام آسمان پر روشن ستاروں کیطرح دنیا کے آخر تک چمکیں گے۔ ان مثالوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور اسی راہ پر قدم مارنے کی کوشش کرو۔ اگر تم میں سے وہ اشخاص ہیں۔ جنہوں نے اپنی کل کی کل امیدوں کو خدا کی راہ میں قربان کردیا۔ یا جنہوں نے اپنے

مالوں کے بڑے حصے کو خدا کی راہ میں صرف کر دیا۔ تو تم خود ہی غور کر کے دیکھ لو۔ کہ آیا وہ فی الواقعہ دنیا میں غریب اور ذلیل ہو گئے اور معیشت کی تنگی ان پر وارد ہو گئی؟ اور اگر تم سے وہ اشخاص ہیں جنہوں نے اپنے مالوں کے کسی معتدبہ حصہ کو اس راہ میں آج تک صرف نہیں کیا تو زیادہ ہیں کہ نہ دینے سے دنیا میں معزز اور امیر بن گئے ہیں؟ وہ مال جو تم کماتے ہو وہ تو کسی نہ کسی طرح ضائع ہوتے چلے ہی جاویں گے مبارک ہے وہ جو ان کے کسی حصہ کو قربان کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہی وہ حصہ ہے جو بیج کی طرح بویا جاتا ہے اور جو آخر کار وہ ثمر لاتا ہے جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا پس اب بھی گذشتہ نقصان کی تلافی کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ ہمت کے آگے سب مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔"

یاد رہے کہ اس تحریک سے یہ غرض ہے کہ (۱) جو احباب اب تک چندہ نہیں دیتے۔ یا دو پیسے فی روپیہ یعنی اپنی آمدنی کے بیسویں حصہ سے کم چندہ دیتے ہیں۔ ان سے کم از کم اس حساب سے چندہ لیا جاوے۔ نہ یہ کہ جو احباب اب زیادہ چندہ دیتے ہیں وہ اسے کم کر دیں (۲) چندہ کی وصولی باقاعدہ ماہوار ہو جاوے دینے والے بھی یہ کوشش کریں کہ مہینہ کے مہینہ اس رقم کو شروع سے ہی کاٹ کر الگ کر دیں۔ اور وصول کرنے والے بھی یہ کوشش کریں۔ کہ وہ دوسرے مہینہ تک بقایا نہ رہنے دیں۔ کیونکہ اس طرح دینے والے کیلئے مشکل ہو جاتا ہے (۳) نئی فہرستیں اگر ممکن ہو تو ۳۱ جنوری تک ورنہ اخیر فروری تک ضرور دفتر سکرٹری میں پہنچ جانی چاہئیں۔ تاکہ یہاں بھی حساب کتاب جملہ چندہ دہندگان کا کھول دیا جاوے۔ اور بقایا وغیرہ کا مطالبہ کیا جا سکے۔"

نوٹ - جو احباب وصیت کے رو سے دسواں حصہ آمد دیتے ہیں۔ ان کے سب چندے اسی دسویں حصہ میں شامل سمجھے جاویں گے۔"

نوٹ - یہ نہایت ضروری ہے کہ اس جلسہ انجمن میں سب احباب کو جمع کرنے کی کوشش کی جاوے اور جو نہ شامل ہو سکیں۔ ان کو اس تجویز میں شامل کرنے کیلئے ہر ایک انجمن میں سے ایسے دو تین مستعد احباب جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ جوش ڈالا ہے ان کے پاس گھروں میں جاویں اور حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ کوئی فرد اس سے باہر نہ رہے والسلام۔

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

خدا نکتہ نوازی

۱۴۔ جنوری ۱۹۱۵ء کی گذشتہ شب کو یہ عاجز بھی سبب بے آرام ہوا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ سخت سردیوں کے دن ہیں اور اکثر بھائیوں کے پاس جو تحصیل رضاء الٰہی کے لئے قادیان میں آئے ہیں۔ لحاف نہیں ہیں۔ اور کوئی نہ کوئی مسافر دوسرے تیسرے روز ایسا اور آجاتا ہے۔ جس کے پاس بستر وغیرہ نہیں ہوتا ہے۔ اب تک ۲۰ لحاف اس عاجز نے بنائے ہیں۔ کچھ خلیفۃ المسیح نے بھی بنوائے ہیں۔ نیز چندہ کمیٹی نے کل شاید چالیس پچاس انتہا درجہ ہوں گے۔ لیکن قادیان میں کم از کم سو ضعفاء جمع ہیں۔ اور آئندہ آمد کا دروازہ کھلا ہے اور سردیاں امسال حد سے زیادہ پڑی ہیں۔ اور بارشیں پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال سرما کا موسم مقدار سے زیادہ دیر تک رہیگا۔ نیچے تو بیچارے مسافر کسیر گھاس بچھا لیتے ہیں۔ لیکن اوپر کے لئے ضرور آخر لحاف چاہئیں جن کی بہت کمی ہے۔ اس لئے مسافر اور ضعفاء مجھ سے مانگتے ہیں۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ میں ضعفاء کا مہتمم بن بیٹھا ہوں۔ مگر میں حیران ہوں کہ اب لحاف بن چکے اور ہنوز مانگ باقی ہے۔ میں کیا کروں اس پریشانی میں میری نیند اُچاٹ ہو گئی اور بیقراری بڑھنے لگی۔ بیانتک کہ میں چشم پر آب ہو گیا۔ میرے دل نے لپٹنے مالک رب کی طرف رجوع کیا اور خواہش پیدا ہوئی کہ اس معاملہ میں اس طرف سے کچھ مدد ملے۔ اس وقت میرے دل میں کچھ سکون ہوا۔ جس سے میں اطمینان پاکر سو رہا۔ صبح کو میں نے بعد نماز صبح اپنے دوستوں سے مسجد میں اس طرح اظہار کیا۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ زانیہ تھی۔ وہ کہیں جاتی تھی کہ راہ میں اتفاقاً وہ ایک کنوئیں میں پانی پینے کے لئے اتری جس میں لوگ اتر کر پانی پیا کرتے تھے۔ جب وہ پانی پی کر اوپر آئی تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا شدت پیاس سے کیچڑ چاٹتا ہے اس عورت کے دل میں اس کتے کی حالت پر رحم آیا۔ اور وہ دوبارہ کنوئیں میں اتری اور اپنے پاؤں کے موزے میں پانی بھر کر منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھی۔ اور اس کتے کو پانی پلایا اس زانیہ کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ ایسا راضی ہوا کہ اس کو بہشت میں داخل کر دیا یعنے اس فعل نیک کی برکت سے وہ تائب ہوئی اور بعد مرنے کے جنت میں داخل ہوئی۔

اب میں اپنے عزیز دوستوں احمدیوں سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے احمدی بھائی اس بنی اسرائیل کی زانیہ سے اپنے آپ کو بہتر سمجھتے یا بہتر بنانا چاہتے ہیں۔ یا نہیں اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ معاذ اللہ کیا ان میں اس زانیہ سے بھی کم ہے اور یہ ہمارے بھائی احمدی اپنے احمدی بھائیوں کو جو دور دراز ملکوں سے تحصیل رضائے الٰہی کے لئے قادیان میں جمع ہیں۔ اس کتے جیسا بھی نہیں سمجھتے جسکو رحم کر کے اس زانیہ نے جنت حاصل کی تھی۔ اور کیا ہمارے بھائی جنت حاصل کرنے کے خواہشمند نہیں۔ بیشک ہمارے بھائی اپنے بھائیوں کو کتے سے زیادہ پیار سمجھتے اور ضرور بہشت کے خواہشمند ہیں۔ لیکن مجھے خیال ہے کہ وہ اپنے عزیز بھائیوں کی بیکسی پر مطلع نہیں ہیں۔ لہذا میں انہیں مطلع کرتا ہوں کہ موسم سخت سرما کا ہے۔ اور ہنوز جلد نظر نہیں آتا اور لحاف و کمبل کی یہاں نہایت ضرورت ہے کل احمدی جماعت توجہ فرما دے۔ لحاف کمبل یا روپیہ سے ہماری مدد کرے۔ جسقدر جلد ممکن ہو ہمارے احمدی دوست ہماری دستگیری فرما دیں۔ روپیہ بھیجیں تاکہ ہم خود لحاف بنالیں یا لحاف و کمبل خود بنا کر و خرید کر عنایت کریں۔ ایسا نہ ہو۔ تا تریاق از عراق آوردہ شود۔ مارگزیدہ مردہ شود حدیث شریف میں ہے **من لا یرحم لا یرحم** جو کسی پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر خدا بھی رحم نہیں فرماتا۔" وما علینا الا البلاغ۔"

الملتمس ناصر نواب قادیان ۱۵۔ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء۔

ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے نام ایک خط۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کی پیش گوئی جس طرح باطل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جس طرح پر شرمندہ کیا ہے۔ اس کا ذکر الحکم کے غیر معمولی پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ حضرت فاضل امروہی نے ۳ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو ایک قابل قدر خطبہ اسی مضمون پر پڑھا۔ فاضل امروہی کا بیان اور تقریر جیسی جامع اور بلیغ ہوتی ہے۔ اسے انکے دشمنوں نے بھی ہمیشہ تسلیم کیا ہے۔ اور علمی طور پر ان کی تصانیف کو لاجواب مان لیا ہے۔ فاضل امروہی کے خلف الرشید سید محمد یعقوب صاحب نے اس خطبہ کا خلاصہ لیکر ڈاکٹر موصوف کو ایک خط لکھا ہے۔ جس کو میں سید صاحب موصوف کی مہربانی سے شائع کرنیکے قابل ہوں۔ اس خط کو پڑھ کر کانے دجال کا طلسم ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گیا ہے۔ اور ہماری جماعت کے ہاتھ میں ایک کارگر حربہ اور معیار ہاتھ آ جائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ سید صاحب موصوف کو توفیق دے کہ وہ آئندہ بھی خدمت دین کیلئے ایسا جوش پا سکیں

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب۔

بعد سلام مسنون کے گذارش ہے۔ کہ آپکا خط مورخہ ۱۱۔ نومبر سنہ ۱۹۱۴ء بنام حضرت قبلہ مولوی صاحب صادر ہوا تھا۔ اور بموجب آپ کی تحریر کے نہ اس خط کی اشاعت میعاد معینہ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء تک کیگئی تھی اور نہ اس کا جواب آپ کو لکھا گیا تھا۔ اس لئے کہ بموجب ارشاد خداوندی بقاعدہ استثنا متصل کے جز الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب " میں ہے کہ شیطانی خط آپکو ہو گیا ہوگا۔ اور بر بنا وجہ کوئی حرف جنبش کا واقعہ ہو جاوے۔

لیکن بہتے۔ تاریخ ۱۲ جنوری تک آپ کی تمام پیشین گوئی باطل نکلی۔ اور ایک خطفہ شیطانی بھی سچا نہ نکلا۔ لہذا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے خط کا جواب آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا جاوے۔ شاید آپ کو تنبیہ ہو کر ہدایت حاصل ہو جاوے۔ لہذا ۱۳۔ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو جمعہ کے خطبہ میں سے جو کہ حضرت قبلہ نے پڑھا ہے۔ انتخاب کر کے جواب خط روانہ کرتا ہوں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دونوں موتوں کی پیشینگوئی۔ یعنی مولوی نور الدین صاحب و شیخ یعقوب علی صاحب (ایڈیٹر الحکم) کی جو موت بطور مباہلہ کے تھی۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میری کئی دعائیں بھی اس کے لئے موجود تھیں جو کہ وقتاً فوقتاً مجکو معلوم ہوتی رہیں۔ اور اس الہام کے ساتھ بھی دعائیں تھیں اور نیز عالم رؤیا میں آپ نے یہ دعا بھی کی۔ کہ اگر مولوی نور دین سچے ہیں تو مجھے ان کی طرف پھیر دے۔ اور اگر میں سچا ہوں تو میری طرف ان کو رجوع کر دے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے

کہ آپ کے شیطان ہم کو آپ کے حق ہونے میں تردد ہے اور اسی لئے ہمیں آپ دعا بھی کرتے ہیں کہ اے خداوند اس عاجز (یعنی مولوی نور دین) پر رحم کر۔ اندریں صورت۔ مباہلہ کیا۔ کیونکہ مباہلہ میں تو ہر ایک فریق کو اپنی حقیت قطعی ہوتی ہے۔ ورنہ فریقین میں سے کوئی فریق مباہلہ کیونکر کرے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:۔ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ادھر آپ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ میں ایک بےعلم۔ بےعمل۔ گنہگار انسان ہوں۔ نیز الہام کا کوئی دعوے نہیں ہے۔ اور یہ بھی آپ کا اقرار ہے کہ کوئی تاریخ ۱۰ جنوری ۱۹۱۱ء سے زیادہ نہیں کی گئی۔ اور اس کے علاوہ یہ ہے کہ آپنے اپنے تفسیر القرآن بالقرآن میں حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت کو بڑے زور و شور سے ثابت کیا ہے۔ اور ابھی تک اُن دلایل کو منسوخ نہیں کیا گیا۔ اور نیز بعض اپنے رویاء اور الہامات سابقہ سے بھی حضرت اقدس کی صداقت آپنے ثابت کی ہے۔ اور بیس برس تک آپ ثابت کرتے رہے تلک عشرۃ کاملۃ۔ پس اس لئے از برائے خدا گزارش ہے کہ آپ ان سب امور عشرہ پر غور کرکر اپنے ارتداد سے توبہ کریں اور خوب یاد رکھیں کہ مسایل دین اسلام کے ایسی خوابوں اور الہامات شیطانی سے (اگرچہ کوئی جز اُن کا پورا بھی ہوجائے) اور بعیر مسایل جہ دین اسلام کے ثابت نہیں ہوسکتے۔ بعض خوابیں کنجری اور کنجروں کی بھی سچی ہوجاتی ہیں۔ اور حکمت الہی اس میں یہ ہے کہ اس نظیر کے موجود ہونے سے ہر ایک انسان پر کارخانہ نبوت کی تصدیق کے لئے اتمام حجت ہوجاوے۔

ڈاکٹر صاحب خوب یاد رکھیں۔ کہ جیسا کہ علوم ظاہری میں تلبیس اور اشتباہ واقع ہوتا ہے۔ جیسا کہ روافض اور خوارج وغیرہ وغیرہ اپنے شتانات باطلہ اور وساوس یا جواسے شیطان پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح عالم روحانی میں بھی تلبیس اور دجالیت جاری ہے کما قال اللہ تعالیٰ:۔ ان الشیطین لیوحون الی اولیاءھم۔ صد افسوس! کہ آپ نے حقیقت الوحی کے باب اول و دوم و سوم کا بھی مطالعہ نہیں کیا جو خاص آپ کے لئے لکھا گیا ہے۔ باوجودیکہ آپ بےعلم ہیں کما قال اقرارکم۔ جناب قبلہ کے رسایل علیہ کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ اگر آپکو طلب حق ہے تو ان علمی رسایل کو بھی مطالعہ فرماویں۔ اور یا صرف دو ہفتہ کیلئے طلب علم اور تصفیہ ان مسایل متنازعہ فیہا کیلئے جناب قبلہ کے پاس تشریف لے آویں۔ بالفعل تا آپ کی تشریف آوری کے کچھ مابہ الامتیاز بھی مابین استراق السمع اور الہامات ربانی کے آپ کی خدمت میں گزارش کیا جاتا ہے۔ الہامات شیطانی کی نسبت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یسمعون الی الملاء الاعلی ویقذفون من کل جانب دحورا ولھم عذاب واصب۔ جسکا ماحصل یہ ہے کہ ملاء الاعلی کے اخبار جو متعلق قضاء و قدر الہی عرض کے ہوتے ہیں شیاطین پورے طور پر نہیں سن سکتے۔ اور آسمان کے ہر ایک طرف سے وہ سنگسار کئے جاتے ہیں۔ اور دائمی عذاب ان پر واقع ہوتا ہے۔ اگر وہ کوئی کلام ان اخبار میں سے سن بھاگتے ہیں۔ تو ایک ستارہ روشن اُن پر گرتا ہے۔ انتہی ماحصلہ۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے

کہ کوئی کلمہ اخبار غیب میں کا اولیاء شیاطین کو بذریعہ شیطان بھی پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسے کلمہ کے پورے ہونے سے اولیاء الشیطان کا مقدس اور مطہر اور مقرب من اللہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی نسبت بھی کاہنوں نے آل فرعون کو خبر دی تھی۔ اور وہ پوری ہوگئی۔ مگر پیشین گوئی کرنیوالے رسول نہیں ہوگئے۔ ہر دو صورت گر بیم بماند رواست۔ آب تلخ و آب شیرین صفات بلکہ بلعم باعور جو کہ مقابلہ کرنے حضرت موسیٰ کے ولی مستجاب الدعوات تھا۔ اور رویاء صادقہ اور الہامات بھی اسکو ہوتے تھے۔ وہ بسبب مباہلہ یا مقابلہ کرنے ایک مامور من اللہ کے مردود جناب باری ہوگیا۔ جسکا قصہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیات میں مذکور فرمایا ہے:۔

واتل علیہم نبا الذی اتینہ ایتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطن فکان من الغوین الخ

اب پھر میں آپ کی ہمدردی کر کر عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ آیات اور نشانات مندرجہ تفسیر جو آپ کو دیئے گئے تھے۔ اب بیس برس کے بعد کیوں اب ان سے منسلخ ہوئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ بلعم منسلخ ہوگیا تھا۔

اور شیطانی الہامات کے تابع ہوکر غاوین میں کیوں داخل ہوئے جاتے ہیں۔ باوجودیکہ ان آیات سے آپکا رفع ہوسکتا تھا۔ پھر پستی کی طرف جھک کر اپنی ہوا اور ہوس کے کیوں آپ متبع ہوئے ہیں کیا ایسے لوگوں کی مثال پر آپ تدبر نہیں کرتے فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث یہ قصہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آپکے تفکر اور تدبر کے لئے فرمایا تھا۔ کما قال اللہ تعالیٰ:۔ ذلک مثل القوم الذین کذبوا بایتنا فاقصص القصص لعلہم یتفکرون۔ ساء مثلا القوم الذین کذبوا بایتنا وانفسہم کانوا یظلمون۔ اپنے ان تمام آیات کی تکذیب کر کر جو کچھ کہ آپ کو حاصل تھا۔ اس کو بھی آپ نے غارت کردیا جیسا کہ بلعم نے تمام اپنے کمالات کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کھو دیا۔ صدق اللہ تعالیٰ من یھدی اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فاولئک ھم الخسرون۔ آپ نے تو اس زمانہ کے موسیٰ ع کی نسبت یہ الہامات بھی دیکھے ہوں گے کہ انت فیہم بمنزلۃ موسیٰ۔ لعلی اطلع علی الہ موسیٰ۔ یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ پھر آپ نے چراغدین جمونی کا حال بھی مشاہدہ کرلیا ہوگا۔ اور عصا موسیٰ کو بھی دیکھ لیا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ افسوس! کہ آپ کو ان سے بھی عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ پھر ابتک بھی آپ کو عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ باوجودیکہ آپکا اقرار ہے کہ جو کوئی دعوے نہیں۔ پھر اس مدعی کو جس کی تصدیق ہزاروں نشانات آسمانی اور زمینی سے ثابت ہوچکے۔ تاہم آپ اس سے متاثر نہیں ہوئے۔ اور خود ہی بلعم اور بلیغ بن گئے۔ مگر یہ دیکھ کہ آپ نے کونسی جماعت متقین کی تیار کی جو آپ کی متبع ہوئی ہو۔ اور پھر

آپ کی متبع ہوکر وہ جماعت کیا نتیجہ حاصل کرتی۔ جب آپ خود کہتے ہیں۔ کہ میں بےعلم اور بےعمل گنہگار ہوں۔ کیا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے ؎

خیالات نادان خلوت نشین۔
بہم برکند عاقبت کفر و دین

یہ حال ہے ان الہامات شیطانی اور خوابوں کا۔ جو الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب کا مصداق ہیں از برائے خدا ان خوابوں اور الہاموں شیطانی پر آپ فخر اور ناز نہ کریں۔ مبادا کوئی گولہ آسمانی جیسا کہ روحانی طور پر آپکے شیطان پر گرتا ہے۔ کہیں ظاہری طور پر بھی آپکے اوپر نہ گر پڑے۔ علاوہ اس خطفہ شیطانی کے اوضاع سماویہ کا طوارمانی الجو وغیرہ وغیرہ بھی اسباب بعض علوم ہوجاتی ہیں جنکو علم لدنی سے کوئی تعلق اور نسبت نہیں ہوتی ہی علم آب ہوا وغیرہ کے دفاتر گورنمنٹ عالیہ میں موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ سے بڑی بڑی پیشگوئیاں کیجاتی ہیں۔ اور بعض اُن کی واقع بھی ہوجاتی ہیں۔ مگر یہ جو پیشین گوئیاں ہیں قرب الہی کو کوئی نسبت نہیں رکھتیں۔ اگر کوئی ہیئت دان ان کے ذریعہ سے دعوی قرب الہی کرے۔ تو وہ بھی ملعون ہے ؎

لعنت اللہ این عمل را در قفا
رحمت اللہ این عمل را در وفا

ہاں یہ بھی سن رکھئے کہ جو کوئی پیشین گوئی حضرت اقدس کی آپ کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ آپ صرف دو ہفتہ کے لئے تشریف لاکر علی منہاج النبوۃ اس کو سمجھ لیں۔ کیونکہ حضرت اقدس کی جملہ پیشین گوئی واقع ہوچکی ہیں۔ اور ہورہی ہیں۔ اور ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

مگر چونکہ آپ بموجب اپنے اقرار کے جاہل اور بےعلم ہیں اس لئے آپ کو اُن کی فہم نہ علم ضرورت ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ ؎

سرانجام جاہل جہنم بود
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

اور ایسا نہیں ہوسکتا۔ کہ جس مامور من اللہ کی صداقت ہزاروں نشانوں سے صادق ہوچکی ہو اسکی پیشین گوئی جھوٹی ہوسکے۔ پھر تو وہ ضرور کاذب ہوجائیگا۔ کیونکہ یہ بھی تو ایک معیار اسکی صداقت کا ہے۔ اور یہی مابہ الامتیاز ہے درمیان خطفہ شیطانی اور الہامات ربانی کے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ فی الہامات الرسل والانبیاء عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربہم واحاط بما لدیہم واحصی کل شیء عددا۔ دوسری جگہ پر آخر آیت کی تفسیر یوں فرمائی گئی۔ کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اس آیت میں اذنک تدبر کرنیسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اس شخص پر کہ جسکی رسالت کو پسند فرمالیا ہو۔ اس کو اپنے

غیب پر مطلع فرمادیتا ہے۔ اور جب کہ آپ کو کوئی دعویٰ نہیں پھر کیونکر آپ استثنا الا من ارتضیٰ من رسول میں داخل ہو کر آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مجھکو غیب خداوندی پر بھی اطلاع ہوتی ہے۔ یعنے وہ اطلاع جو اظہر آیات میں رسول کے لئے مذکور ہے آپ کی ان دونوں قولوں میں تو بڑا تناقض واقع ہے۔ کہ آپ کو رسول مرتضیٰ ہونیکا دعویٰ ہی نہیں ہے۔ معہذا آپ پورے طور پر غیب خداوندی پر مطلع ہونیکا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ یعنی رسول مرتضیٰ ہونیکا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا اس آیت پر آپ کا ایمان نہیں۔ جو تناقض کا ہونا کلام الٰہی میں ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا کلا وحاشا۔

تو اس آیت میں کوئی تناقض واقع نہیں ہے۔ آپکا شیطان ملہم ہی جھوٹا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے گھوڑے پر سے گر جانے میں۔ اور اس آپ کی پیشین گوئی سے دو نشان ہمارے لئے واقع ہوئے۔ اول تو آپ کے شیطان ملہم کا جھوٹا ہونا۔ دوسرا یہ کہ حضرت اقدس جری اللہ کا ایک مکاشفہ پورا ہوا۔ یعنی یہ مکاشفہ کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب گھوڑے پر سے گر پڑے۔ جسکے سبب سے کئی بیماریاں حضرت خلیفۃ المسیح کو وارد ہو گئیں۔ اور آپ کے شیطان نے استراق سمع کر کے اور آپ کو اغوا کر کے جھوٹا کر دیا۔ اور یاد رکھئے کہ جب تک کسی ملہم کی صداقت دلائل شرعیہ یقینیہ سے ثابت ہو جاوے۔ تب تک اس کا الہام حجت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر آپ دو ہفتہ کے واسطے حضرت قبلہ کے پاس نہیں آسکتے تو میری ہر ایک بات کا جواب جو اس خط میں تحریر کی گئیں ہیں علمی جواب دیویں۔ ورنہ ایسے الہامات شیطانی اور خوابوں سے کونسا نتیجہ آپ کو حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس کے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کے آپ مصداق بنجائیں۔ بلکہ آپ بن گئے ہیں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ مقام احد میں شیطان نے سبکے کانوں میں یہ آواز پہنچا دی تھی۔ کہ الا ان محمداً قد قتل اور پھر بعض ضعیف الایمان لوگوں کے پیر بھی اکھڑ گئے تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے دو ایک دندان مبارک بھی شہید ہو گئے تھے۔ اور دو ایک چوٹیں بھی سخت آگئی تھیں۔ مگر اس آواز شیطانی کا جواب اللہ تبارک وتعالےٰ کیطرف سے کیا نہیں ملا تھا۔ دیکھو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے شیطان ملہم کے استراق سمع سے کوئی رکن سلسلہ احمدیہ کا فوت بھی ہو جاوے۔ تب بھی اس سلسلہ حقہ کی بنیاد ایسے دلائل قاہرہ کتاب وسنت سے اور نیز نشانات آسمانی اور زمینی سے مستحکم اور مضبوط ہو گئی ہے۔ کہ کسی کی موت اور فوت سے اُسکو جنبش بھی نہیں ہو سکتی۔ کما قال اللہ تعالےٰ فلن یضر اللہ شیئا

چہ جائیکہ وہ خطرہ شیطانی جھوٹا بھی ہو جاوے۔ لہٰذا پھر میں عرض کرتا ہوں کہ از برائے خدا آپ اپنے خوارق سمع شیاطین پر فخر اور ناز نہ فرمایا کریں۔ چہ جائیکہ وہ استراق سمع وقوع میں بھی نہ آوے۔ اور اس میری تحریر کو بڑے غور وفکر اور تدبر سے پڑھیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

تنبیہ:۔ اور ہم جو ذلت موت وفوت مخالفین و معاندین کو ان کے بطلان کی دلیل گردانتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مابین فریقین کے مباہلات واقع ہوئے ہیں۔ مگر آپ کا مباہلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ کب واقع ہوا ہے۔ بلکہ برعکس اس کے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے رویا میں بھی آپ تو دعائیں کر رہے ہیں۔ پس نجعل لعنت اللّٰہ علی الکاذبین کی وعید یہاں پر کیونکر صادق آسکتی ہے۔ ان مباہلات واقعہ میں اور آپ کی ان دعاؤں میں تو زمین اور آسمان کا فرق ہے ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جناب ڈاکٹر صاحب اس تحریر میں وہ فرق جو درمیان ایسے مدعی کے جسکے دعاوی دلائل قاہرہ سے ثابت ہوں۔ اور درمیان اقوال ایسے شخص بے علم کے جسکا کوئی دعویٰ ہی نہ ہو واقع ہیں بیّن ان کو واضح طور پر بتلادیا ہے۔ اور نیز وہ تفاوت جو درمیان استراق سمع اور الہامات ربانی کے واقع ہے اس کو کھولکر لکھ دیا ہے۔ اور نیز وہ ذلت موت وفوت کی جو مباہلے سے مخالفین پر واقع ہوں۔ اور وہ موت جو بغیر مباہلے کے واقع ہو۔ جو کہ ان دونوں امروں میں فرق ہے اس کو بھی نظائر اور شواہد کتاب وسنت سے وضوح کے ساتھ واضح کر دیا ہے اور جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ آپ کے روبرو پیش کر دیا ہے۔ لہٰذا اب آپ پر لازم ہے کہ بموجب اپنے رویاء کے الباطل کو چھوڑ دیں۔ اور الحق کو اختیار کریں۔ اور بموجب ہدایت اپنی رویاء کے بڑی محبت کیساتھ ہم سے بغلگیر ہو جائیے۔ وما علینا الا البلاغ ورنہ ویل یومئذ للمکذبین سورہ المرسلات میں دس مرتبہ موجود ہے۔ آپ اُس ویلوں کے مستحق ہو جاویں گے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

خاکسار۔ سید محمد یعقوب فرزند حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن احمدی امروہی عفی اللہ عنہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ بیعت

از خاکسار ڈاکٹر شیخ محمد حسین۔ ایم۔ اے۔ ایس۔ سابق مالک رسالہ انشاء امرتسر۔

بیعت ڈاکٹر ما است بگو خضرا سرے
لفت مہدی معہود دُر دیگر سُفت
چوں سر خامہ نگوں گشت بتو ملاقات حال
کلک غیرت کہ اللّٰہ گل تازہ شگفت

ایوانِ خلافت

۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء کی دوپہر تک جبکہ یہ سطور لکھی جارہی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز ہے گذشتہ ایام میں حضرت کو درد شقیقہ کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن طبی تشخیص سے معلوم ہوا۔ کہ وہ شقیقہ نہیں۔ بلکہ پہلے زخم کا کسیقدر مواد درد یہ باقی رہ گیا تھا۔ اور اس نے اندر ہی اندر اپنا راستہ بنالیا۔ جسکی وجہ سے سخت درد ہوتا رہا اور ٹکور کے ساتھ ساتھ آنی آرام بھی ہو جاتا رہا۔ مگر حضرت کی طبیعت اس سے مضمحل ہوتی رہی۔ آخر حضرت نے تجویز کی کہ بعض ڈاکٹر احباب کو بلا کر مشورہ کرنا چاہیئے کہ کیا باعث ہے۔ ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب اس غرض کے لئے گذشتہ اتوار کو دارالامان پہونچے۔ اور انہوں نے بھی تشخیص کیا کہ مادہ باقی ہے۔ اس کو نکالنے کیلئے اپریشن کرنا چاہیئے۔ لیکن دوسرے ڈاکٹروں سے بھی اگر مناسب ہو مشورہ کر لیا جاوے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح بھی ایسا ہی محسوس کرتے تھے۔ اور ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی تو پہلے سے یہ رائے تھی۔ بہرحال اپریشن جدید کے لئے پھر وہی اختلاف رائے احباب میں ہونے لگا۔ حضرت کے متبعین تو خصوصیت سے اس امر کے مخالف تھے کہ جدید اپریشن ہو۔ ان کی وجہ مخالفت صرف مولوی صاحب کا ضعف اور نقاہت تھی۔ بالآخر ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت اپریشن کر دیا۔ اوپریشن کے وقت حضرت کو کلوروفارم سونگھایا گیا۔ یہ امر نہایت ہی چابکدستی اور صفائی سے ہوا۔ چیرا دینے پر اس میں سے پیپ نکلی اور حضرت کو گونہ آرام اور سکینت معلوم ہوئی ہوش آنے پر دریافت کیا کہ کہتے ہیں کلوروفارم دینے سے لوگ ہذیان کرتے ہیں۔ کیا مجھ سے بھی کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ احباب نے عرض کیا کوئی نہیں۔ آپ تو اسقدر عرصہ بالکل خاموش رہے۔ ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب نے عرض کیا کہ دراصل مے نوش اور نشوں کے استعمال کرنیوالے لوگ ہذیان کرتے ہیں۔ جنکا اندرونہ گندا اور خیالات ناپاک ہوتے ہیں۔ میرے لئے یہ مضمون بھی حضرت کی پاک سیرۃ پر غور کرنے کے قابل تھا۔ کہ بیماری تو پہلے ہی انسان کی بناوٹ اور تصنع کو دور کر دیتی ہے۔ اب اس کو کلوروفارم کے عمل سے بالکل حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک مقدس اور مطہر قلب دیا ہے۔ اور آپ کے دماغ میں بجز اعلیٰ درجہ کی معرفت اور خداشناسی کے دوسرے خیالات ہی نہیں۔ اس لئے اس بے ہوشی کی حالت میں آپ کے دماغ پر

پوری سکینت اور اطمینان کا غلبہ تھا

کوئی ایسی بات آپ کی زبان سے نہیں نکلی جو پراگندہ خیالات کا نتیجہ ہو سکتی۔ عمل جراحی کے بعد دوسرے دن آپ کو سخت تکلیف رہی۔ غذا بالکل بند ہو گئی طبیعت میں اشتہا باقی نہیں۔ اگر کچھ دیا بھی تو قے ہو گیا۔ یہ قے ڈاکٹروں کے نزدیک کلوروفارم کے عمل کا نتیجہ ہے۔ بہرحال ۱۷۔ جنوری ۱۹۱۱ء کو آپ کو

سخت کرب رہا۔ اس کرب میں جب کہ زخم کو صاف کیا گیا آپ کثرت کے ساتھ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

پڑھتے تھے۔ اور یا سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے تھے اس وقت بے حد تکلیف تھی۔ یہاں تک کہ ایک دو مرتبہ یہ بھی کہا کہ کلوروفارم ہی سنگھا دو۔ مگر بدوں کلوروفارم کے زخم کو دھو دیا گیا۔ آج سے آپ کی تکلیف بڑھنی شروع ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی شدید بخار ہو گیا۔ اور بخار کیا تھا [illegible] ۱۰۰ کو مناسب سمجھا گیا کہ لاہور سے بعض ڈاکٹروں کو ضرور بلایا جاوے۔ اس پر بعض احباب نے مشورہ دیا کہ کسی یورپین سول سرجن کو بھی بلایا جاوے۔ تاکہ مشورہ میں اور بھی مضبوطی ہو۔ اس رائے کو احباب نے پسند کیا اور فوراً اس کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹۔ جنوری ۱۹۱۴ء کو میڈیکل کالج لاہور کے مشہور سرجن ڈاکٹر ہرمن کو ہمارے احباب نے منتخب کر کے بھیجا۔ خود ڈاکٹر صاحبان نے رخصت کیلئے از حد کوشش کی مگر افسوس ہے۔ انہیں رخصت نہیں مل سکی۔ تاہم انہیں تو اب ہو گیا۔ ڈاکٹر ہرمن نے بعد دوپہر حضرت کو دیکھا۔ اور ہر طرح اطمینان ظاہر کیا۔ نبض کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ نبض تو جوان کی سی ہے۔ جیسے بیس سالہ جوان ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں میں نے نبض کی ایسی حالت کبھی نہیں دیکھی۔"

دراصل حضرت کی قوت کسی غذا پر منحصر نہیں رہی۔ بلکہ یہ قوت ذاتی نتیجہ ہے اس تعلق کا جو آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ آپ خدا کی معرفت کے جام سے ہی سرشار اور سیر رہتے ہیں۔ حضرت کی علالت میں بھی یہ مضمون بھی مجھے مشاہدہ کیا۔ کہ بیماری کو اللہ ہی کھلاتا اور پلاتا ہے۔"

بہر حال ڈاکٹر ہرمن نے اپنا مشورہ دیا اور آج زخم کو دھو کر پٹی درست کر کے ضروری ہدایات متعلقہ علاج وغیرہ دیکر چلا گیا۔

رات حضرت کو سخت بے خوابی اور کرب رہا۔ رات کے آخری حصہ میں آپ نے قلم دوات منگوا کر کچھ لکھا۔ اور دو جدا جدا لفافوں میں بند کر کے اپنا انگوٹھا سیاہی سے لگا دیا۔

ہم نہیں جانتے ان لفافوں میں

کیا راز سربستہ ہے

مگر اس سے حضرت کی احتیاط کی کیسی درخشاں نظیر پائی جاتی ہے۔ ان کرب کی گھڑیوں میں بھی آپ نے جو مناسب وقت سمجھا لکھا۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ یہ تحریر بہر حال ہمارے لئے بابرکت اور مفید ہے۔ جبکہ اپنے وقت پر اظہار ہوگا۔"

اس وقت میں سطور لکھ رہا ہوں حضرت کی طبیعت بدستور ناساز اور مضمحل ہو رہی ہے۔ ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ اور ورم اگرچہ چہرہ پر کسیقدر کم ہو گیا ہے۔ مگر وہ نیچے کی طرف بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ حضرت کی دماغی حالت اس وقت تک خدا کے فضل سے بہت درست اور صحیح ہے۔ خدا کے فضل سے ہر قسم کی بھلائی کی امیدیں ہیں۔ وہ جو جس طرح چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے اللہ تعالیٰ نکالنے دجال کو اپنے ارادوں میں کاذب ثابت کر دیا۔

جو عجیب بات ہمارے احباب کے قلوب کو خوش کرتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس کرب میں بھی آپ کی

کوئی نماز قضا نہیں ہوئی

جس سے قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کے مضمون کی تصدیق ہوتی ہے۔ بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ناخدائے قوم کو جلد شفا دیوے۔" (آمین)

جب حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۹۔ اور ۲۰ جنوری ۱۹۱۴ء کی درمیانی شب کو ساڑھے تین بجے قریب محولہ بالا کاغذ لکھے اس وقت بعض خدام کو موقعہ ملا کہ وہ حضرت کی خدمت میں کچھ عرض کریں۔ مولوی غلام محمد صاحب مہاجر امرتسری جو ایک نہایت محترم اور قابل قدر مخلص نوجوان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے حضرت کو اسے محبت ہے۔ اور وہ آپ ہی کے قدموں میں عرصہ سے رہتے ہیں۔ حضرت ہی اُن کے کفیل ہیں۔ سنے عرض کیا کہ حضور میں آپ کا پرانا خادم ہوں میرے لئے کیا ارشاد ہے۔ فرمایا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو مضبوط پکڑو اور اپنے بس میں کر لو

یہ ارشاد اور نصیحت ایسی جامع اور مختصر ہے کہ اس پر صفحوں کے صفحے لکھے جا سکتے ہیں۔ توکل علے اللہ کی کیسی تعلیم آپ نے دی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عملی رنگ میں تمہارا محبوب۔ معبود۔ اور مقصود ہو جاوے۔ اور تم اس پر ایسا عمل کرو کہ گویا یہ عمل تمہارے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

جو اس کا ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز ایسے وجود کی مخالفت نہیں کر سکتی۔ وہ سچے معنوں میں اس کی خادم ہوتی ہے۔ اور وہ حقیقی طور پر اس کا مخدوم بن جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کو عملی رنگ میں خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے۔ اور فی الواقعہ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ کا یہی شغل ہے۔ ایسی حالت میں کہ دوسرے انسان یہی یقین کرتے ہوں کہ شاید آپ کا آخری وقت ہے۔ یہ تعلیم بتاتی ہے کہ آپ دنیا میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اور نوع انسان کے لئے آپ کس عمل کو مفید اور موثر۔ اور مبارک جانتے ہیں۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

لاہوری دوستوں کو ارشاد

یہ کاپی پتھر پر جم چکی تھی اور کسی وجہ سے ۲۲ کی صبح کو چھپنے کو تھی کہ ۲۲۔ کو ایک بجے کے قریب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے اس سوال پر کہ آپکی کوئی خواہش ہے کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ میں جس وقت حضرت کے پاس پہنچا ہوں تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مندرجہ ذیل مضمون بند کر رہے تھے

لکھوا رہے تھے۔ میں نے اس کی اشاعت کو مقدم سمجھ کر آج اخبار کو روک کر اس مضمون کو پتھر پر سابقہ مضمون کو کاٹ کر لکھوا دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت کے جن الفاظ کو قلمبند کیا وہ آگے آتے ہیں یہاں یہ ذکر ضروری ہے۔ کہ سلسلہ کلام جیسا کہ احباب مرحوم نے بتایا ایسے طور پر شروع ہوا جس سے حضرت کی صاف گوئی اور للّٰہیت کی بھی عجیب مثال اس وقت پیش آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ میں خواجہ صاحب اور شاہ صاحب آج جاویں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب نے جو ایک مضمون لکھا ہے میں اس کے خلاف کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ افاقہ ہونے پر کسی کو لکھا دونگا یا سنا دونگا۔ بہر حال حضرت نے اپنے ان کلمات کو ڈاکٹر صاحب کے استفسار کے مناسب حال دیکھ کر فرمایا ہے امید ہے قوم اس پر عمل کرے گی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے آمین۔ حضرت کی یہ نصیحت ساعات عسر میں انشاء اللہ کام آئیگی۔ اس پر مفصل پھر لکھونگا۔ وباللہ التوفیق۔" (ایڈیٹر)

خدا کا فضل ہے کہ دورہ ماشرا (ری سنیں) جو کہ دوبارہ جراحی کے بعد پھر ہو گیا تھا۔ اب قریباً سب اتر گیا ہے اور بخار بھی کم ہو گیا ہے طاقت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ غذا بھی خوب کھا لیتے ہیں ہوش حواس بالکل درست ہیں اور ہر طرح سے بیماری رو بصحت ہے آج قریب ساڑھے بارہ بجے دن کے جب ہم رخصت ہونے لگے تو میں نے پوچھا کہ حضور کا دل کس چیز کو چاہتا ہے۔ آپ نے جواب فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے پھر اسکے بعد فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ میرا اللہ راضی ہو۔ پھر یہ فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم فرمانبردار رہو۔ اختلاف نہ کرو۔ جھگڑا نہ کرنا۔ پھر فرمایا کہ دنیا سے بہت سیر ہو چکا ہوں۔ کوئی دنیا کی خواہش نہیں۔ مر جاوں تو میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو۔ فرمایا کہ سب کو سنا دو۔ پھر فرمایا میں دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں نے بہت کمایا بہت کھایا۔ بہت خرچ کیا دنیا کی کوئی حرص باقی نہیں پھر فرمایا میں نے بہت کمایا بہت کھایا بہت لیا بہت دیا کوئی خواہش باقی نہیں کبھی کبھی صحت میں اسلئے چاہتا ہوں کہ گھبرا کر میں ایمان نہ جاتا رہے پھر بہت دفعہ درد انگیز لہجہ میں فرمایا کہ اللہ تو راضی ہو جاوے۔ پھر کئی بار فرمایا اللّٰهم ارض عنی۔ اللّٰهم ارض عنی۔ اللّٰهم ارض عنی اسکے بعد کچھ عرض کی کہ میں حضور کے الفاظ سنا دیتا ہوں۔ جب دوبارہ یہاں تک سنا چکا تو فرمایا مجھے شوق ہے کہ میری جماعت میں تفرقہ نہ ہو۔ دنیا کوئی چیز نہیں میں بہت راضی ہونگا اگر تم میں اتفاق ہو میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ پھر بھی سجدہ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں میں تمہاری بھلائی کیلئے بہت دعائیں کیں مجھ کو طمع نہیں پھر فرمایا مجھے تم سے دنیا کا طمع نہیں مجھے میرا مولیٰ بہت رازق ہے دنیا سے اور ضرورت سے زیادہ دیتا ہے۔ خبردار جھگڑا نہ کرنا۔ تفرقہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دیگا۔ اس میں تمہاری عزت باقی رہے گی نہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہیگا۔ پھر فرمایا کہ میں کبھی کسی کو حکم دیتا ہوں تو اپنے دل کی طرح سے حکم نہیں دیتا۔ خدا کا حکم سمجھ کر دیتا ہے۔ نمازیں پڑھو۔ دعائیں مانگو۔ دعا بڑا ہتھیار ہے۔ تقویٰ کرو۔ بس پھر فرمایا دعائیں مانگو۔ نماز پڑھو بہت سستی نہیں جھگڑے نہ کرو۔ جھگڑوں میں بہت نقصان ہوتا ہے بہت جھگڑا ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور اپنے لئے اور دشمنوں کیلئے دعا کرو پھر فرمایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکثر پڑھا کرو۔ قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ پھر فرمایا رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بالمحمد رسولا۔ اسکے بعد میں نے پوچھا کہ کیا یہ لکھ دیا جاوے کہ یہی حضور کی وصیت ہے فرمایا ہاں۔ فرمایا جاو حوالہ بخدا!"

نوٹ۔ حضرت [illegible]

مرتد ڈاکٹر کی بیحیائی اور عذر نامعقول

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنے والی ہے

مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم (کانے دجال) کو حضرت خلیفۃ المسیح کے مقابلہ میں جو ذلت اور شکست ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاتا۔ اور حق کو قبول کرتا۔ مگر نہیں معلوم اس کی شامت اعمال۔ ابھی کب تک اسکو ذلیل وخوار کرے گی؟

۱۱۔ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کی تاریخ مقرر کی۔ اور دوستوں دشمنوں میں اس نے شہرت دی۔ آخر تک وہ اسی پر مصر رہا کہ یہ واقعہ اسی رنگ میں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے

کانے دجال کو جھوٹا ثابت کیا

اب جبکہ اس کے بعض دوستوں نے بھی اس کو شرمندہ کیا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی کا اقرار کر لیتا۔ اس نے جو عذر بیان کیا ہے۔ وہ یہی نہیں کہ سراسر نامعقول اور ڈھٹائی پر مبنی ہے۔ بلکہ ایک سلیم الفطرت انسان بے اختیار کہہ اٹھیگا کہ ایسے عذرات کسی سلیم العقل انسان کا کام نہیں ہو سکتے۔

مجھے پٹیالہ کے ایک خط سے معلوم ہوا۔ کہ جناب مرزا حمید بیگ صاحب (جو غیر احمدی ہیں۔ اور فوج میں کپتان کے عہدہ پر مامور ہیں۔ اور ہر طرح قابل اعتماد اور ذی عزت بزرگ ہیں) نے مرتد ڈاکٹر کو اس پیشگوئی کے غلط ہونے پر ملزم کیا تو جو جواب ڈاکٹر نے دیا وہ اس قابل ہے کہ اُسے دانشمند لوگوں کیلئے چھاپ دیا جاوے۔ چنانچہ ڈاکٹر نے کہا کہ یہ اخبار (بلاس) دیکھ لو۔ میری خواب تو سچی نکلی۔ چنانچہ اخبار بلاس میں لکھا ہے۔ کہ

"۱۱ جنوری کو ڈاکٹر جمع کئے گئے اور مولوی صاحب کو طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ اور وہ قریب المرگ ہیں اور کیا پتہ کہ مر گئے ہوں اصل میں مرزائیوں نے اس بات کو چھپا لیا ہے۔"

مرتد ڈاکٹر نے اس میں جس دجل اور بیحیائی سے کام لیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ میں یہ تو کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اس میں اس نے ایڈیٹر بلاس پر ضرور افترا کیا ہے۔ کانا دجال کہتا ہے کہ حضرت کو نعوذ باللہ طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہو اور یہ بلاس میں درج ہے۔ اگر اس میں ذرا بھی شرافت اور غیرت باقی ہے۔ تو اخبار بلاس کی تاریخ اور نمبر کا اعلان کرے جس میں یہ لکھا گیا ہو کہ طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ اور وہ قریب المرگ ہیں۔ میں نہیں سمجھتا اس قسم کی بے سروپا باتیں کرنے سے اُسے کیا حاصل ہے؟۔ اس قسم کی مجنونانہ باتیں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی ہیں اور

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

کی مصداق ہیں۔ اس سے بڑھکر جو اظہار حماقت کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ

واقعہ وفات کو مرزائیوں نے چھپا لیا ہے

کیا کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو ایسا خیال کر سکتا ہے۔ کہ اتنا بڑا عظیم الشان انسان جو چار لاکھ سے زیادہ انسانوں کا امام اور مطاع ہے۔ جس کی زندگی اور موت ایک کثیر مخلوق پر اثر رکھتی ہے۔ اس کا واقعہ وفات مخفی رہ سکتا ہے؟ اور پھر وہ بھی قادیان جیسے گاؤں میں

العجب ثم العجب!!!

میں مرتد ڈاکٹر سے پوچھتا ہوں کہ اگر اس کے پاس آکر کوئی شخص ایسی بات کرے۔ تو

وہ اُسکے متعلق کیا رائے قایم کرے گا؟

ڈاکٹر کیطرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لاکھوں ہی دشمن ہیں۔ آریہ اس کے دشمن۔ عیسائی اس کے دشمن۔ مسلمان اس کے دشمن! پھر اسقدر دشمنوں کی موجودگی میں یہ کارروائی ہو سکتی ہے؟ اور پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ یہ اخفا ایکدن نہیں دو دن نہیں۔ اس پر دو ہفتہ کے قریب گذر گئے۔ اور ابھی تک حقیقت نہ کھلی۔

میں جناب مرزا حمید بیگ کی خدمت ہی میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر کو مجبور کریں اور اُسے قادیان میں لائیں۔ تاکہ وہ آکر دیکھے کہ

نور الدین زندہ ہے

جب وہ یہاں آکر اپنی آنکھ سے دیکھ لیگا تو اُسے اس امر کا اقرار کرنا پڑیگا کہ

یہ مردہ کو زندہ کرنیکا معجزہ ہے

جو احمدی جماعت سے ظاہر ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں تو (خاکم بدہن) حضرت خلیفۃ المسیح کا وصال ہو چکا۔ مگر یہاں کرشمہ قدرت اسے کچھ اور نظر آئیگا۔ ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ

وہ اس معجزہ کا اقرار نہ کرے

غرض مرتد ڈاکٹر کے لئے اب ہر طرح ذلت کی مار پڑ رہی ہے، اور اسے یہ اقرار کرنا پڑیگا کہ

مسیلمہ کذاب صدیق کے ہاتھ پر ہلاک ہوا۔

اس قسم کے بیہودہ عذرات اب کام نہیں دے سکتے۔ اس کو صاف طور پر اس امر کا اقرار کر لینا چاہیئے کہ وہ شیاطین کے پنجہ میں اسیر ہے۔ اور اس کو دل سے توبہ کرنی چاہیئے ریاست پٹیالہ کے بعض اراکین کے متعلق جو خطرناک پیشگوئیاں اس نے کی ہیں عنقریب انکی حقیقت بھی اس پر کھل جائیگی اور اسے معلوم ہو جائیگا کہ انکا انجام کیا ہوتا ہے؟

میں **دربار پٹیالہ** کو آگاہ کرتا ہوں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے **میر منشی سودری سبحان سنگھ** صاحب کے خلاف ایک **خطرناک پیشگوئی** کی ہے۔ اور ان کا حق ہے کہ وہ اس سے اسکا جواب لیں۔ ایسا ہی بعض دوسرے امور متعلقہ ریاست پٹیالہ کے متعلق بھی ایسی باتیں بیان کی ہیں جو سٹیٹ سیکرٹ کی مد میں آتی ہیں۔ **اور دربار کا فرض ہے** کہ وہ اس معاملہ پر غور کرے۔ مرتد ڈاکٹر اگر فی الواقع خدا تعالیٰ کے پاک الہام کی بنا پر پیشگوئیاں کرتا ہے اور انک لمن المرسلین اسکا سچا الہام ہے تو بلا خوف وخطر اُسے چاہیئے کہ ان پیشگوئیوں کو شائع کرے جو ریاست پٹیالہ کے بعض عہدہ داروں کے متعلق اس نے کی ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو یہی امر اسکے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ فاصدع بما تؤمر کے خلاف ہوگا۔ الغرض مرتد ڈاکٹر محض شوخی اور بیحیائی سے کام لے رہا ہے۔ اس نشان نے اس کو زندہ درگور کر دیا ہے اگر اس میں ذرا بھی ایمانی حس ہے تو اسے فوراً توبہ کرنی چاہیئے اور بے سروپا باتیں اور تخویف مجرمانہ کے طریقوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ راہ ترکستان ہے۔

میں کچی ہمدردی سے مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اب بھی توبہ کرے بہتری اسی میں ہے

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اس نے بذریعہ الہام شائع کیا تھا کہ اگر مرزائی تمام جماعت اس سے مباہلہ کرے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔ لیکن وہ خوب جانتا ہے کہ جب مولوی محمد یٰسین صاحب نے مباہلہ کا اشتہار دیا تو کانا دجال اپنی کوٹھڑی سے باہر نہ آیا۔ کیا یہ ذلت اس کے لئے کافی نہ تھی جو پھر اس نے اس راہ کو اختیار کیا۔ وہ یاد رکھے کہ اسکا یہ الہام کہ اب بھی لعنتیں برسانے اور ارتداد سے باز نہ آئے تو سب تباہ ہو جاوینگے بھی اسی پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ ارتداد اسی نے کیا اور وہی لعنتیں برسانے کا عادی ہے۔

او! کانے دجال! خدا سے ڈر اور توبہ کر شوخی اور بے باکی کو چھوڑ دے یہ تیری ہلاکت کی راہ ہے۔ تو یہاں آ۔ اور دیکھ کہ کرشمہ قدرت کیا ظاہر ہو رہا ہے۔ نور الدین تیرا ہمیشہ سے محسن ہے۔ اس نے جب کیا تیرے ساتھ احسان کیا ہے وہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرنیکا عادی ہے۔ تیری خرمغزی کی کچھ بھی پروا نہ کرکے تجھے گلے لگانے کو تیار ہے۔ تو قدم اٹھا اور صدق ارادت سے آجا۔ دنیا ہیچ ہے۔ اور

تیری ناکامی نے بتا دیا ہے کہ تو ان دعاوی میں جھوٹا ہے۔

ہمیں تمہارے ساتھ قطعاً دشمنی نہیں تیری ذات اور شخصیت کے ہم دلی خیر خواہ ہیں۔ ہاں تیری بیہودہ پردہ دریاں بیہودہ ہیں۔ اور انہیں کی وجہ سے تو خستہ ہو رہا ہے۔ سوچ اور وقت کو ہاتھ سے نہ دے۔

من از ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے